



م ایک غزوہ میں رسول اللہ کے ہمراہ نکلے م چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں زخمی ہو گیا تھا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ کے ہمراہ نکلے م چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا تھا اور میرے ناخن گر گئے تھے چنانچہ ہم لوگ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے اسی لیے اس غزوہ کا نام ہی غزوہ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھتے تھے ابوردد بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا ابوردد کہتے ہیں کہ: گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں

[صحیح] [متفق علیہ]

حدیث کا مفہوم: یہ ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے ان کے ساتھ ان کے کچھ اور ساتھی بھی تھے جن کی تعداد چھ تھی ان کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے، چنانچہ ان میں سے ایک آدمی کچھ فاصلے تک اس پر سوار ہوتا، پھر جب اس کی باری ختم ہوجاتی تو وہ اونٹ سے اتر جاتا اور دوسرا اس پر سوار ہوجاتا اسی طرح سے وہ باری باری سوار ہوتے رہتے یہاں تک کہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے " اس سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے، میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا تھا اور میرے ناخن گر گئے تھے " ایسا صحرائی علاقے میں ایک لمبی مسافت تک پیدل چلنے کی وجہ سے ہوا پاؤں پھٹنے پر ان کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی جس سے وہ لپیٹ لیتے چنانچہ وہ ننگے پاؤں ہی چلتے رہے جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی، تاہم وہ اپنے سفر سے رکے نہیں بلکہ دشمن کا سامنا کرنے کے لئے رواں دواں رہے " ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے " اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طول مسافت اور زمین کی قوت و سختی کی وجہ سے ان کے جوتے پھٹ گئے تھے تو وہ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے تاکہ زمین کی سختی اور گرمی سے انہیں محفوظ رکھ سکیں " اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھ رکھے تھے " یعنی رسول اللہ کے اس غزوہ کا نام بعد میں غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا اور یہ اس کی ایک وجہ تسمیہ ہے ابوردد کہتے ہیں: "ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان کی، پھر اسے ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا! ابوردد کہتے ہیں: گویا انہیں یہ بات ناپسند آئی کہ اپنے کسی عمل کو ظاہر کریں " اس کا مطلب یہ ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس بات کی تمنا کی کہ کاش انہوں نے اسے بیان نہ کیا ہوتا کیونکہ اس میں خود ستائی کا اظہار ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کو چھپانا اس کے اظہار سے افضل ہے الا یہ کہ اس کے اظہار میں کوئی مصلحت راجح ہو، مثلاً بیان کرنے والا ایسا شخص ہو جس کی لوگ افتدا کرتے ہوں ایک دوسری حدیث میں ہے: "فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ". یعنی اس نے اسے (صدقہ کو) چھپا کر دیا یہاں تک کہ اس کے ہائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو سکا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے [متفق علیہ]



النجاة الخيرية
ALNAJAT CHARITY

